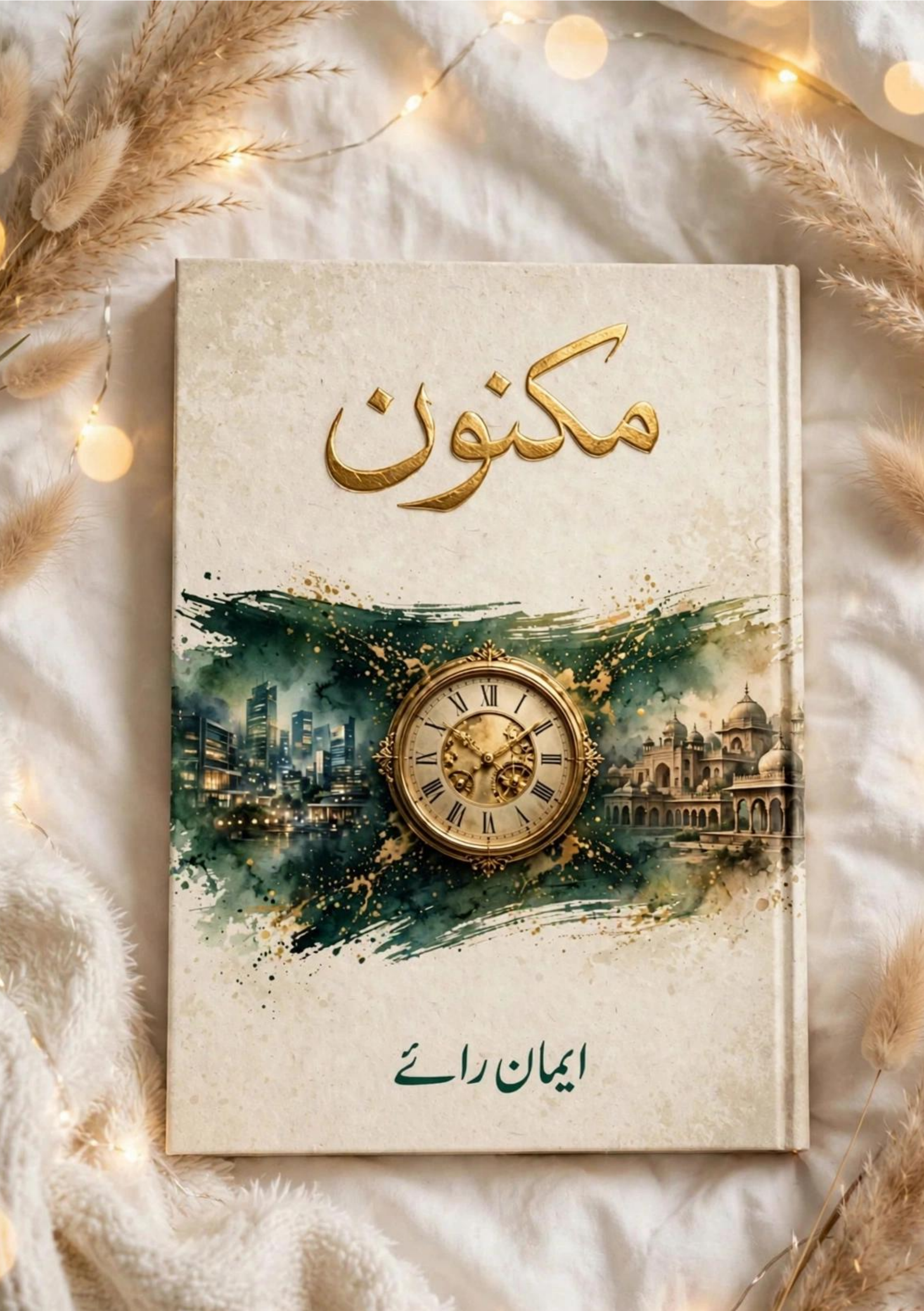
مکنون
ایمان رائے

♡

ناول انتظار کر لے گا، یہیں رہے گا؛ مگر نماز کا وقت گزر جائے گا، پہلے نماز پڑھ لیجیے۔

(This page is Inspired by the late Ishtiaq Ahmed
May Allah bless his soul)

انتساب

ان سب کے نام۔۔۔

جو کبھی خود کو دوسروں سے کم سمجھ بیٹھے۔۔۔

جو دوسروں کی نظر میں اپنی قدر ڈھونڈتے ڈھونڈتے
اپنی ہی نظر میں چھوٹے ہو گئے۔

یہ کہانی اُن سب کے نام۔۔۔

جنہیں ایک دن خود کو پہچاننا تھا۔

پیش نظر

مکنون۔۔ وہ جو ظاہر کی نگاہوں سے او جھل ہو، مگر اپنے اندر ایک پوری حقیقت، ایک راز اور ایک ان کہی داستان چھپائے ہوئے ہو۔

مکنون صرف محبت، محل اور سازش کی داستان نہیں، بلکہ تقدیر، ایمان، غربت، انسان کے انتخاب اور اس سوال کی کہانی ہے کہ اگر انسان خود کو بد قسمت سمجھتا رہے تو کیا وہ واقعی بد قسمت ہے، یا شاید اسے صرف اُس جگہ سے نکالا جا رہا ہے جہاں اس کی قدر نہیں تھی تاکہ اسے اُس مقام تک پہنچایا جا سکے جہاں اس کی اصل پہچان اس کی منتظر ہو۔

کبھی کبھی زندگی ہمیں وہاں نہیں لے جاتی جہاں ہم جانا چاہتے ہیں۔۔ وہ ہمیں وہاں لے جاتی ہے جہاں ہمیں اپنے آپ سے ملنا ہوتا ہے۔

ہم میں سے کتنے ہی لوگ اپنی زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر یہ سوچ لیتے ہیں کہ شاید ہم دوسروں سے کم ہیں۔ شاید ہم میں کوئی ایسی کمی ہے جس کی وجہ سے ہمیں وہ محبت نہیں ملی جس کے ہم خواہش مند تھے۔ شاید ہماری قسمت ہی خراب ہے۔ شاید خوشیاں دوسروں کے حصے میں لکھی جاتی ہیں اور ہمارے حصے میں صرف انتظار، محرومیاں اور ادھورے خواب آتے ہیں۔

مگر کیا واقعی ایسا ہوتا ہے؟ یا کبھی کبھی مسئلہ ہماری قدر کا نہیں۔۔ ہماری جگہ کا ہوتا ہے۔

کبھی ایک انسان برسوں ایسے لوگوں کے درمیان رہتا ہے جو اس کی خوبیوں کو دیکھنے کے بجائے اس کی خامیاں گنتے رہتے ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ وہی ماننے لگتا ہے جو دنیا اسے بتاتی ہے۔ اپنے خواب چھوٹے کر لیتا ہے، اپنی خواہشوں کو خاموش کر دیتا ہے، اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب وہ خود کو بھی اسی نظر سے دیکھنے لگتا ہے جس نظر سے دنیا اسے دیکھتی رہی۔

مکنون اسی سفر کی ایک جھلک ہے۔۔ ایک ایسے سفر کی، جہاں کچھ راستے انسان خود چنتا ہے، اور کچھ راستے تقدیر اس کے سامنے لا کھڑے کرتی ہے۔

جہاں محبت ہے، مگر محبت کے ساتھ یہ سوال بھی ہے کہ کیا کسی کو چاہنے کے لیے خود کو کھو دینا ضروری ہے؟

جہاں اعتماد ہے، مگر ساتھ یہ حقیقت بھی کہ ہر قریب آنے والا مخلص نہیں ہوتا۔

جہاں انسانوں کے درمیان بننے والے رشتے کبھی سہارا بن جاتے ہیں اور کبھی وہی رشتے آزمائش کا سب سے مشکل مرحلہ بن جاتے ہیں۔

یہ کہانی شاید تمہیں یہ بھی سوچنے پر مجبور کرے کہ کسی پر بھروسا کرنا اور کسی پر اندھا بھروسا کرنا ایک بات نہیں۔

جو شخص واقعی تمہارا ساتھ نبھانا چاہتا ہو، وہ حالات بدلنے پر تمہیں نہیں چھوڑتا۔ وہ فاصلے دیکھ کر راستہ بدلنے کے بجائے راستہ تلاش کرتا ہے۔

شاید ایک دن اسے تم تک پہنچنے کے لیے صرف ایک شہر نہیں۔۔ ایک پوری دنیا پار کرنی پڑے۔ مگر وہ پھر بھی آئے گا۔

اس کہانی میں کچھ ایسے لمحے بھی ہیں جہاں شاید تم رک کر سوچو دنیا کتنی ہی بدل جائے، زمانہ کتنا ہی محفوظ کیوں نہ دکھائی دے، اپنے بچوں کے معاملے میں ایک لمحے کی غفلت کبھی کبھی ایسی قیمت مانگ سکتی ہے جسے پوری زندگی بھی واپس نہیں کر سکتی۔

اور پھر اس سب کے درمیان ایک اور حقیقت ہے، شاید سب سے بڑی حقیقت۔ اللہ پر یقین۔

کیونکہ انسان جب اپنے سارے راستے بند دیکھتا ہے تو اسے لگتا ہے کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہ دعا کرتا ہے۔ پھر انتظار کرتا ہے۔ اور کبھی کبھی انتظار اتنا طویل ہو جاتا ہے کہ دل میں یہ خیال آنے لگتا ہے کہ شاید اس کی دعا سنی ہی نہیں گئی۔

مگر کیا ہر تاخیر کا مطلب یہی ہے کہ دعا قبول نہیں ہوئی؟ کیا ہر بند دروازہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ نے راستہ ختم کر دیا؟

یا شاید۔۔ اللہ اس کے لیے ایسا راستہ بنا رہا ہوتا ہے جسے انسان اپنی محدود نگاہ سے دیکھ ہی نہیں سکتا؟

کبھی راستہ فوراً نہیں کھلتا۔ کبھی دعا کے بعد حالات پہلے سے زیادہ مشکل محسوس ہونے لگتے ہیں۔ کبھی انسان جس چیز کو اپنی خوشی سمجھ کر مانگتا ہے، وہی اس کے لیے درست نہیں ہوتی۔ اور کبھی اللہ انسان کو وہ نہیں دیتا جس کے لیے وہ رو رہا ہوتا ہے۔۔۔ کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ اسے آخرکار کس مقام تک پہنچانا ہے۔ انسان صرف مانگتا ہے۔۔ اللہ انجام جانتا ہے۔

یہ کہانی تمہیں کچھ ایسے سوال بھی دے گی جن کے جواب شاید تمہیں خود تلاش کرنے ہوں گے۔

ممکن ہے اس کے کسی کردار میں تمہیں اپنا ایک حصہ دکھائی دے۔ ممکن ہے کسی منظر میں تمہیں اپنی کوئی پرانی تکلیف یاد آ جائے۔

ممکن ہے کسی کردار کا فیصلہ تمہیں اپنے کسی فیصلے کی یاد دلا دے۔۔ اور ممکن ہے کسی موڑ پر تمہیں یہ احساس ہو کہ جس چیز کو تم اپنی زندگی کا اختتام سمجھ رہے تھے۔۔ وہ شاید کسی اور زندگی کی ابتدا تھی۔

اور شاید زندگی کا سب سے خوبصورت راز یہی ہے کہ جب انسان اپنی قدر پہچاننے والی جگہ تک پہنچتا ہے۔۔۔ تو اسے پہلی بار سمجھ آتا ہے کہ جسے وہ اپنی بدقسمتی سمجھتا رہا، وہ دراصل اسے اُس مقام تک لے جانے والا راستہ تھا جہاں اس کی اصل پہچان، اس کی اصل خوشی اور اس کی اصل کہانی اس کی منتظر تھی۔

شاید اسی لیے کچھ کہانیاں مکنون رہتی ہیں۔۔۔ تاکہ وقت آنے پر تقدیر خود انہیں آشکار کرے۔

(یہ ناول میری ذاتی تخلیق ہے۔ اسے لکھتے ہوئے کسی مصنف، کتاب یا تحریر کی نقل نہیں کی گئی۔ براہِ کرم اس ناول کے کسی بھی حصے کو میری اجازت کے بغیر کاپی، پیسٹ، دوبارہ شائع، یا اپنے نام سے منسوب نہ کریں۔)

قسط نمبر

04

تتلی نے پر ہلائے۔۔آئرین کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔وہ ایسی ہنسی تھی جو دل کی گہرائی سے نکلی تھی۔۔بے ساختہ۔۔۔بے فکر بے حد معصوم۔۔ اس کی ہنسی باغ میں لہروں کی طرح پھیلتی چلی گئی۔۔درختوں سے ٹکرائی۔پھولوں سے گزری۔۔اور باغ کے شمالی حصے میں موجود چھوٹی سی پہاڑی تک جا پہنچی جہاں چند آدمی خاموشی سے جڑی بوٹیاں لکڑی کی دو پہیوں والی ریڑھی پر رکھ رہے تھے۔ایک سپاہی کے ہاتھ اچانک رک گئے۔اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

" یہ آواز۔۔۔؟"

بہرام نے بھی فوراًادھر دیکھا۔" کوئی ہنسا ہے۔۔"

تیمور کی نظریں فوراً باغ کی طرف اٹھیں۔"اس وقت۔۔؟

بوڑھا مالی بھی حیران ہو کر رک گیا۔"اس باغ میں۔۔۔؟"

چند لمحوں تک سب خاموش رہے۔۔سلطان نے سر اٹھا کر آواز کی سمت دیکھا۔۔ان کی خاموش نگاہوں میں سوال تھا۔۔حکم نہیں۔۔ انہوں نے آہستہ سے ہاتھ کے اشارے سے سب کو اپنے ساتھ آنے کا کہا۔۔پانچوں آدمی دبے قدموں پہاڑی کے اوپر چڑھنے لگے جہاں سے پورا باغ صاف دکھائی دیتا تھا۔۔کسی نے ایک لفظ نہیں بولا۔۔صرف یہ جاننے کے لیے کہ اس ویران صبح میں۔۔اتنی بے فکر ہنسی ہنسنے واالا آخر تھا کون؟ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر سب کے قدم ایک ساتھ رک گئے۔۔ان کے سامنے پورا باغ پھیلا ہوا تھا۔۔شبنم سے بھیگی گھاس۔۔ہزاروں رنگوں کے پھول۔۔ہوا میں جھولتی بیلیں اور ان سب کے درمیان۔۔ایک اجنبی لڑکی۔۔وہ کبھی ایک پھول کے سامنے جھکتی کبھی دوسرے کی خوشبو اپنے قریب لا کر مسکراتی۔۔پھر اچانک بچوں کی طرح دو قدم دوڑ کر اگلے پھول تک پہنچ جاتی۔۔اس کے چہرے پر وہ مسکراہٹ تھی جو صرف ان لوگوں کے حصے میں آتی ہے جنہوں نے بہت لمبے عرصے بعد سکون کو چھوا ہو۔۔صبح کی نرم سنہری روشنی اس کے چہرے پر ایسے ٹھہری ہوئی تھی جیسے سورج نے اپنی پہلی کرن اسی کے لیے سنبھال رکھی ہو۔۔

ہوا جب اس کے بالوں سے کھیلتی تو چند شرارتی لٹیں بار بار اس کے رخساروں پر آ گرتیں۔۔وہ ہر بار ہنستے ہوئے انہیں کان کے پیچھے کر دیتی اور اگلے ہی لمحے وہی لٹیں پھر واپس آ جاتیں۔۔۔اسے خبر ہی نہ تھی کہ پہاڑی کی چوٹی پر چھ آدمی خاموش کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔۔کافی دیر تک کوئی ایک لفظ نہ بولا۔۔پھر بہرام نے آہستہ سے سرگوشی کی۔۔

" سپہ سالار۔۔قسم ہے۔۔ میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسی لڑکی نہیں دیکھی۔۔"

تیمور نے نظریں اس پر جمائے رکھیں۔ "خاموش رہو۔۔"

بہرام نے نظریں ہٹائے بغیر کہا، "نہیں۔۔آپ خود دیکھیں۔۔ یہ چل بھی رہی ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے ہوا اسے اپنے ساتھ لیے پھر رہی ہو۔۔"

تیمور نے کوئی جواب نہ دیا۔۔لیکن حقیقت یہ تھی اس کی نگاہیں بھی ایک لمحے کے لیے اس اجنبی وجود پر ٹھہر گئی تھیں۔۔وہ سپاہی تھا اور سپاہی ہر چیز کو خطرے کی نظر سے دیکھتا ہے۔۔مگر اس وقت اسے اس لڑکی میں خطرہ نہیں۔۔صرف ایک انجان معمہ دکھائی دے رہا تھا۔۔ پیچھے کھڑے ایک نوجوان سپاہی ارسلان نے بے اختیار کہا

"کیا۔۔یہ واقعی انسان ہے۔۔؟"

دوسرے سپاہی یونس نے آہستہ سے جواب دیا،

"اگر مالی بابا نہ ہوتے۔۔ تو میں اسے کچھ اور ہی سمجھتا"

بوڑھے مالی نے ان دونوں کی بات سن لی۔۔اس کی جھریوں بھرے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔۔وہ دھیرے سے بولا،

"پچاس برس ہو گئے۔۔اس باغ کی خدمت کرتے ہوئے۔۔ہر موسم دیکھا۔۔ہر پھول کھلتے دیکھا۔۔ہر صبح دیکھی۔۔"

اس کی نظریں آئرین پر ٹھہر گئیں۔ "لیکن۔۔اس باغ میں ایسی روشنی پہلی بار اتری ہے۔۔"

بہرام نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ "بابا۔۔آپ بھی۔۔؟"

بوڑھے مالی نے اثبات میں سر ہلایا۔۔پہاڑی پر پھر خاموشی چھا گئی۔۔ادھر آئرین ایک سفید چنبیلی کے قریب جا بیٹھی تھی۔۔اس نے دونوں ہاتھوں میں پھولوں کی چند ٹہنیاں لے لیں۔۔۔پھر ایک ایک پھول کو ایسے دیکھنے لگی جیسے کوئی بچہ پہلی بار دنیا کو پہچان رہا ہو۔۔وہ بے اختیار ہنس دی۔

"هل تفرغ الله لخلقك بهذا الجمال ؟"

"اللہ نے تمہیں اتنی فرصت سے بنایا ہے کیا؟"

وہ خود ہی اپنی بات پر مسکرا دی۔۔اسی لمحے ایک ننھا سا سفید خرگوش جھاڑیوں کے پیچھے سے نکلا۔۔آئرین وہ فوراً اس کے پیچھے دوڑ پڑی۔۔ خرگوش دو قدم آگے بھاگتا پھر رک کر مڑ کر اسے دیکھتا۔۔پھر دوبارہ دوڑ جاتا۔۔آئرین بھی بچوں کی طرح اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔۔اس کی ہنسی ایک بار پھر باغ میں گونج اٹھی۔۔ بہرام کے لبوں پر بھی بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔۔وہ آہستہ سے بولا،

" سپہ سالار۔۔ اسے دیکھ کر۔۔ پتہ نہیں کیوں۔۔دل کو سکون سا مل رہا ہے۔۔"

تیمور نے پہلی بار اس کی طرف دیکھا۔ "یہی سکون۔۔اگر دشمن کی چال ہو تو؟"

بہرام فوراً خاموش ہو گیا۔ پیچھے کھڑا ارسلان بے اختیار بول اٹھا۔۔

"سلطانِ معظم۔۔اجازت ہو تو میں اسے گرفتار۔۔؟"

اس کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ سلطان کا دایاں ہاتھ آہستگی سے بلند ہوا۔ صرف ایک مختصر سا اشارہ۔۔اور سپاہی فوراً خاموش ہو گیا۔ سلطان اب تک ایک لفظ بھی نہیں بولے تھے۔۔ ان کی نظریں خاموشی سے اس اجنبی لڑکی کا ہر قدم دیکھ رہی تھیں۔۔نہ حیرت۔۔نہ مسکراہٹ۔۔نہ بے چینی۔۔صرف مشاہدہ۔۔جیسے وہ اس کے چہرے کو نہیں اس کی نیت کو پڑھنے کی کوشش کر رہے ہوں۔۔پہاڑی پر کھڑے سب لوگ اب تک خاموش تھے۔۔ایسا لگ رہا تھا جیسے اگر کسی نے ذرا سی اونچی آواز میں سانس بھی لی تو باغ کا یہ عجیب سا حسن کہیں ٹوٹ نہ جائے۔ بہرام کی نظریں اب بھی اسی پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ آہستہ سے تیمور کے قریب ہوا۔۔اتنی آہستہ آواز میں کہ شاید ہوا بھی نہ سن پاتی۔۔

" سپہ سالار۔۔"

تیمور نے نظریں ہٹائے بغیر "ہمم؟" کہا۔ بہرام نے دھیرے سے سرگوشی کی،

"آپ نے۔۔اس کی آنکھیں دیکھی ہیں؟ جب سورج کی روشنی ان پر پڑتی ہے۔۔تو یوں لگتا ہے۔۔جیسے شفاف کانچ ہو"

تیمور نے اس کی طرف دیکھا، "بہرام۔۔سپاہی بنو۔۔شاعر نہیں۔۔"

بہرام نے شرمندگی سے گردن کھجالی۔۔"کوشش تو یہی کرتا ہوں۔۔"

اسی لمحے آئرین اچانک رک گئی۔اس نے دونوں بازو کھول دیے۔۔۔

اس نے ہلکے جامنی رنگ کی نہایت نفیس فراک پہن رکھی تھی، جس پر کوئی کڑھائی نہ تھی اسی رنگ کا ہلکا جارجٹ کا دوپٹہ کبھی اس کے کندھوں سے لپٹتا، کبھی آزاد ہو کر پیچھے لہرا جاتا۔۔اس کے پاؤں میں آف وائٹ رنگ کی سادہ بالک ہیلز تھیں۔۔

پھر ایک ایسی مسکراہٹ اس کے لبوں پر ابھری جس میں دنیا کا کوئی غم باقی نہ تھا۔۔چند گھنگریالی لٹیں اس کے چہرے پر بکھر گئیں۔اس نے انہیں ہٹان ے کی بھی کوشش نہ کی وہ صرف اس لمحے کو محسوس کرنا چاہتی تھی۔۔جو شاید اس کی زندگی میں پہلی بار اتنی بے فکر [تھی۔۔وہ دھیرے سے بولی،

"یا ربی۔۔"

"إن كان هذا حلمًا۔۔ فال توقظني منه أبدًا۔۔"

"اگر یہ خواب ہے۔۔تو مجھے کبھی نہ جگانا"

ایک لمحہ خاموش رہی۔۔پھر دونوں بازو ذرا سے پھیلا دیے۔۔ہوا اس کے ارد گرد ناچنے لگی۔۔وہ بچوں کی طرح ہنس دی۔۔پھر یکایک پورے وجود کے ساتھ۔۔پورے یقین کے ساتھ۔۔اس نے آسمان کی طرف دیکھ کر اتنی بلند آواز میں کہا کہ جیسے اپنی بات پوری کائنات کو سنانا چاہتی ہو۔۔

"Ya Rabbiiiii..."

"I LOVE YOU...!"

ایک لمحے کے لیے ہوا جیسے تھم گئی۔۔پرندوں کی آوازیں مدھم پڑ گئیں۔۔درختوں کے پتے ساکت ہو گئے۔۔اور پہاڑی پر کھڑے سب لوگ بس اسے دیکھتے رہ گئے۔۔

سلطان کے لب بہت ہلکے سے لرزے۔۔اتنے ہلکے کہ شاید خود انہیں بھی احساس نہ ہوا۔۔وہ مسکراہٹ نہیں تھی صرف مسکراہٹ کی ایک مدھم سی پرچھائیں۔۔جو آئی بھی اور اگلے ہی لمحے ان کے چہرے کی ہمیشہ والی سنجیدگی میں گم بھی ہو گئی۔۔

لیکن بہرام نے دیکھ لیا تھا۔۔اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔اس نے فوراً تیمور کا بازو پکڑا، "سپہ سالار۔۔"

تیمور کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایک اجنبی سلطنت کے سب سے محفوظ باغ میں، یہ آ کیسے گئ؟ تیمور نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا ہے؟"

"سلطان۔۔۔ابھی مسکرائے تھے۔" بہرام نے سرگوشی کی،

"نہیں۔ تمہیں وہم ہوا ہے۔" تیمور نے فوراً نفی میں سر ہلا دیا۔

"قسم سے! میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے!" بہرام تقریباً بچوں کی طرح ضد کرنے لگا۔

تیمور نے سلطان کی طرف دیکھا۔ چہرہ وہی تھا۔۔۔خاموش، پُرسکون، سنگِ مرمر کی طرح بے تاثر۔

"تم خواب دیکھ رہے ہو۔" وہ دھیرے سے بولا،

آئرین اب بھی آسمان کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ ننھا سا سفید خرگوش پھر سے جھاڑیوں کے پیچھے سے نکلا۔اس نے ایک لمحہ آئرین کو دیکھا۔

پھر جیسے جان بوجھ کر اس کے سامنے دو تین چھلانگیں لگائیں۔آئرین کی آنکھیں پھر چمک اٹھیں۔وہ بچوں کی طرح ہنستی ہوئی اس کے پیچھے بھاگی۔ خرگوش کبھی رکتا

کبھی پیچھے مڑ کر اسے دیکھتا۔۔پھر دوبارہ بھاگ جاتا۔آئرین بھی ہنستی ہوئی اس کے پیچھے دوڑ رہی تھی۔ خرگوش ایک پتھر کے پار چھلانگ لگا گیا۔آئرین نے بھی جلدی میں قدم بڑھایا۔ لیکن۔۔اس کی ہیل گھاس میں ذرا سی دھنس گئی۔

اس کا ٹخنہ مڑ گیا۔ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی۔اس نے اپنے ٹخنے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ چند لمحے تک اسے سہلاتی رہی۔آئرین نے آہستہ سے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی۔وہ آدھی کھڑی ہوئی ہی تھی۔کہ دوبارہ "آہ" کہتے ہوئے بیٹھ گئی۔اس نے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے گھاس پر ٹکا دیے۔ پھر آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

اسی لمحے۔۔ سلطان نے خاموشی سے اپنا ہاتھ اٹھایا۔ صرف ایک مختصر سا اشارہ

بہرام، یونس اور ارسلان فوراً آگے بڑھے۔ وہ پہاڑی سے نیچے اترنے لگے۔ تیمور نے سلطان کی طرف مڑ کر کہا،

" میرے سلطان۔۔اس باغ میں تو آپ کی اجازت کے بغیر۔۔پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔ پھر یہ لڑکی یہاں تک کیسے پہنچ گئی؟"

سلطان نے کوئی جواب نہ دیا۔ بس آہستہ سے اپنی نظریں بوڑھے مالی کی طرف اٹھائیں۔وہ ایک سوالیہ نگاہ تھی۔۔جس میں ایک لفظ بھی نہ تھا۔۔ مگر جواب طلبی پوری شدت سے موجود تھی۔ بوڑھے مالی کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ بوڑھا مالی ایک دم گھبرا گیا۔اس نے فوراً دونوں ہاتھ باندھ لیے۔

" سلطان معظم۔۔اللہ گواہ ہے میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

سلطان خاموش رہے۔مالی جلدی جلدی بولنے لگا،

" اگر کوئی اور کہتا تو میں یقین ہی نہ کرتا، لیکن مجھے تو لگتا ہے۔ یہ انسان ہی نہیں۔"

سلطان کی نظریں اس پر جم گئیں۔مالی نے آہستہ سے کہا،

" میں نے اپنے بزرگوں سے سنا تھا پریاں پھولوں سے بے حد محبت کرتی ہیں وہ جہاں بھی اترتی ہیں، سب سے پہلے باغوں کا رخ کرتی ہیں۔۔"

" اور وہ تو ہر پھول کو ایسے چھو رہی ہے۔۔ جیسے برسوں سے انہیں جانتی ہو۔۔"

سلطان کی نگاہیں اس پر جم گئیں۔وہ نہ بلند آواز میں بولے۔۔نہ غصے سے۔ مگر ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک نے بوڑھے مالی کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا دی۔ چند لمحے وہ اسے دیکھتے رہے۔ پھر ان کے لب ہلے۔

" تمہیں۔۔ایسا لگتا ہے، کہ میں تم سے مذاق کر رہا ہوں؟"

بس اتنا ہی۔ مگر اتنا کافی تھا۔مالی کا رنگ ایک لمحے میں زرد پڑ گیا۔ وہ فوراً جھک گیا۔

"استغفر اللہ، سلطان معظم!"

" میری ایسی جرات کہاں۔۔ میں تو صرف۔۔"

اس کی آواز حلق میں ہی رک گئی۔ سلطان نے دوبارہ نیچے باغ کی طرف دیکھا۔ان کی نظریں اب پہلے سے کہیں زیادہ گہری تھیں۔

آئرین اب بھی اپنے ٹخنے کو سہلاتے ہوئے آسمان سے باتیں کر رہی تھی، اسے ذرا بھی اندازہ نہیں تھا۔ کہ تین آدمی۔۔خاموشی سے اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔اسی لمحے اسے کچھ یاد آیا۔اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پر خوشی دوڑ گئی۔اس نے حیرت سے موبائل کو دونوں ہاتھوں میں لیا۔اس نے فوراً پاور کا بٹن دبایا۔ چند لمحوں تک اسکرین سیاہ رہی۔۔ پھر۔۔اسکرین روشن ہو گئی۔آئرین کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ادھر۔۔۔

پہاڑی پر کھڑے سلطان اور تیمور کی نظریں ایک ساتھ اس چمکتے ہوئے آلے پر جا ٹھہریں۔ تیمور کی بھنویں سکڑ گئیں۔ بوڑھا مالی تو جیسے سانس لینا بھی بھول گیا۔ وہی سفید خرگوش دوبارہ جھاڑیوں سے نکل آیا۔ آئرین کی خوشی دوبالا ہو گئی۔ اس نے موبائل کا کیمرہ کھولا۔ خرگوش بالکل سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے اسکرین پر انگلی رکھی۔

Click…!

ایک مختصر سی آواز۔۔اور تصویر محفوظ ہو گئی۔ پہاڑی پر کھڑے تینوں آدمی چونک اٹھے۔ تیمور نے فوراً تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھ لیا۔ سلطان کی نظریں اب بھی موبائل پر تھیں۔ آئرین نے مسکراتے ہوئے تصویر کھولی۔ اس نے تصویر کو بڑا کیا۔ خرگوش ویسا ہی تھا۔۔ایک ایک بال تک صاف دکھائی دے رہا تھا۔

ادھر۔۔پہاڑی پر کھڑے سلطان کی آنکھیں پہلی بار ایک لمحے کے لیے ساکت رہ گئیں۔ وہ نیچے موجود خرگوش کو دیکھتے۔۔پھر اس آلے میں اسی خرگوش کو۔ دونوں ایک جیسے۔ ایک سانس لیتا ہوا۔۔اور دوسرا۔۔اس چھوٹے سے چمکتے ہوئے آلے کے اندر۔ تیمور کی آواز میں پہلی بار گھبراہٹ تھی۔

"سلطان معظم ! مالی۔۔شاید سچ کہہ رہا تھا۔"

یہ انسان نہیں ہو سکتی۔ اس کی گرفت تلوار پر مزید مضبوط ہو گئی۔ بوڑھا مالی بولا،

"میں نے عرض کیا تھا، یہ کوئی عام لڑکی نہیں۔۔اللہ جانے، پری ہے یا کوئی اور مخلوق۔۔"

اس بار، سلطان نے بھی فوراً کوئی جواب نہ دیا۔ آئرین ابھی تک اپنے فون میں خرگوش کی تصویر دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔ اچانک۔۔اسے دور سے کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ دھوپ اس سمت سے آ رہی تھی۔ اس لیے سامنے آنے والے شخص کا چہرہ صاف دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ صرف ایک بلند قامت سایہ۔۔جو آہستہ آہستہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ آئرین چند لمحے خاموش رہی۔ پھر اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔

"حسنا ، فهمت"

"سمجھ گئی۔" اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

"إذا ۔۔كان هذا هو الهدف من ذلك الحلم ربما أراد الله"

"تو اس خواب کا مقصد یہی تھا۔۔اللہ شاید۔۔"

"لعل الله يريد أن يُريني الشخص۔۔ الذي كتبه لي من نصيبي۔۔"

"مجھے وہ انسان دکھانا چاہتے ہیں۔۔جو میرے نصیب میں لکھا ہے۔۔"

وہ ہنس دی۔جوں جوں وہ سایہ قریب آیا۔۔اس کی شکل واضح ہونے لگی۔ بائیس تیئیس برس کا ایک نوجوان قد لمبا۔۔کندھے چوڑے۔۔صاف گندمی رنگت تیز مگر بے حد زندہ آنکھیں۔۔چہرے پر جوانی کی تازگی اور چلنے کے انداز میں ایسی بے تکلفی۔۔جیسے سخت سے سخت لمحے میں بھی مسکرانا جانتا ہو۔آئرین نے بے اختیار خود سے کہا،

"إنه وسيم حقا۔۔"

"کافی ہینڈسم ہے۔۔۔"

پھر اگلے ہی لمحے۔۔اس کی نظر اس نوجوان کے پیچھے گئی۔دو اور آدمی۔۔مکمل جنگی لباس میں، کمر پر تلواریں۔۔چہرے سخت۔۔آئرین کی مسکراہٹ ذرا سی ڈھیلی پڑ گئی۔

"One minute...."

"هل هؤلاء يرتدون أزياء الكوسبلاي ؟"

"یہ لوگ۔۔کوس پلے کر رہے ہیں کیا؟

وہ ابھی یہی سوچ ہی رہی تھی۔۔ایک ہی لمحے میں تینوں تلواریں نیام سے باہر آ چکی تھیں۔چمکتی دھاریں۔۔سیدھی اس کی طرف تنی ہوئی تھیں۔

آئرین کا ہاتھ ہوا ہی میں رک گیا۔اس کی پلکیں تیزی سے جھپکیں۔اس نے پہلے ایک تلوار دیکھی۔پھر دوسری، پھر تیسری

"انتظر لحظة۔۔"

"ایک منٹ۔۔"

اس کے چہرے پر الجھن صاف لکھی تھی۔اسے ابھی تک یہ سمجھ ہی نہیں آیا تھا۔۔کہ آخر ہوا کیا ہے۔آئرین نے تینوں تلواروں کو اپنی طرف تنے دیکھا تو چند لمحوں کے لیے بالکل ساکت رہ گئی۔پھر جیسے اسے اچانک احساس ہوا کہ معاملہ مذاق نہیں۔وہ فوراً مڑے ہوئے ٹخنے کے باوجود آہستہ سے کھڑی ہو گئی۔

"Okkk....Okkk..."اس نے دونوں ہاتھ ذرا سے اوپر کیے۔

"Calm down..."

اسی لمحے سامنے کھڑے سپاہی نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑنا چاہا۔آئرین نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔اس کی آواز میں پہلی بار سختی آئی۔

"Don't touch me!"

وہ ایک قدم پیچھے ہٹی۔اس کی دھڑکن اب تیز ہو چکی تھی۔اس نے تینوں کو باری باری دیکھا۔

"من أنتم؟ وماذا تريدون؟"

"کون ہو تم لوگ؟ اور چاہتے کیا ہو؟"

اس کے چہرے پر صاف الجھن تھی۔

ادھر۔۔ بہرام اور دونوں سپاہی اس کی ایک بات بھی نہ سمجھ سکے۔ بہرام نے حیرت سے اوپر تیمور کی طرف دیکھا۔

"سپہ سالار۔۔ یہ کون سی زبان بول رہی ہے؟"

تیمور کی نظریں آئرین سے ہٹیں ہی نہیں۔ "پتہ نہیں۔۔"

پھر بہرام نے اپنی زبان میں سخت لہجے میں کہا،

"تم کون ہو؟ اور سلطانہ عائشہ خاتون کے باغ میں داخل ہونے کی جرات کیسے کی؟"

"ماذا؟" آئرین نے پلکیں جھپکیں۔

"ہیں؟"

اس نے ان کی طرف دیکھا۔ پھر خود اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔

"أنا لا أفهم كلمة واحدة مما تقولونه!"

"مجھے تم لوگوں کی ایک بات بھی سمجھ نہیں آ رہی!"

بہرام نے پھر کچھ کہا۔ آئرین نے پھر کچھ کہا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ دونوں کو کچھ سمجھ نہ آیا۔ چند لمحوں کے لیے عجیب سی خاموشی چھا گئی۔ آئرین نے ایک نظر دائیں طرف ڈالی۔ پھر بائیں۔ پھر آہستہ سے ایک قدم پیچھے ہٹی۔

ادھر۔۔ سپاہیوں نے بھی تلواریں مزید مضبوطی سے تھام لیں۔ اگلے ہی لمحے۔۔ وہ اچانک مڑی۔۔ اور جتنا اس کے مڑے ہوئے پاؤں نے اجازت دی۔۔ بھاگنا شروع کر دیا۔

"ارے" بہرام بے اختیار بولا۔

مگر نہ وہ، نہ تیمور۔۔ اور نہ ہی دونوں سپاہی اس کے پیچھے بھاگے۔ وہ سب خاموش کھڑے رہے۔ بہرام نے حیرت سے تیمور کو دیکھا۔

تیمور نے سکون سے جواب دیا، "چاہے جتنی دیر بھاگ لے۔۔ آخر کار۔۔ اسی باغ میں ملے گی۔"

بہرام نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر وہ تیز قدموں سے واپس پہاڑی کی طرف بڑھا۔ سلطان اب بھی وہیں کھڑے تھے۔ بہرام سلطان کے قریب آ کر رکا۔ چند لمحے خاموش رہا۔ پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

"میرے سلطان! لگتا ہے، آج پھر وہی لمحہ آ گیا ہے۔"

سلطان نے اس کی طرف دیکھا۔ بہرام نے نہایت ادب سے سر جھکا کر کہا،

"میرے ہاتھ میں تلوار تھی۔۔۔اور سامنے ایک اجنبی کھڑی تھی۔اب بتایئے آج آپ کی بات پر عمل کیا جائے یا تیمور کی؟"

تیمور خاموشی سے بہرام کو گھورنے لگا۔ سلطان چند لمحے خاموش رہے۔ پھر نہایت پر سکون لہجے میں بولے،

"آج۔۔اپنی بات پر عمل کر کے دیکھو۔"

"میری بات؟" بہرام نے چونک کر سر اٹھایا۔

پھر انہوں نے آہستہ سے کہا،

"کیا پتا۔۔وہ ہماری دشمن ہو ہی نہ۔"

ان چند لفظوں نے۔۔۔

بہرام اور تیمور دونوں کو خاموش کر دیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔۔جب بھی سلطان اس لہجے میں کوئی بات کہتے تھے۔۔

تو اس کے پیچھے کوئی ایسی سوچ ہوتی تھی۔۔جہاں تک پہنچنے میں باقی سب کو ابھی وقت لگتا تھا۔

صبح کی سنہری دھوپ محل کی سفید سنگ مرمر کی دیواروں پر اتر چکی تھی، محل جاگ چکا تھا۔

کہیں پانی کے مٹکے بھرے جا رہے تھے، کہیں صحن دھوئے جا رہے تھے، کہیں باورچی خانے سے برتنوں کی ہلکی ہلکی آوازیں آ رہی تھیں۔

گلنار نے اماں خالہ کے دیے ہوئے صاف ستھرے کپڑے پہن رکھے تھے۔وہ دونوں ہاتھوں سے پانی سے بھری بالٹی اٹھائے گملوں کے درمیان چل رہی تھی۔

ہر گملے کے پاس رکتی۔۔۔آہستہ آہستہ پانی ڈالتی۔۔

پھر اگلے گملے کی طرف بڑھ جاتی۔ بالٹی خالی ہوئی تو فوراً کنویں کی طرف گئی۔

دوبارہ پانی بھرا۔ پھر واپس آ گئی۔کام مکمل ہوا تو قریب رکھی ٹوکری اٹھائی۔

مالی ابھی ابھی باغ سے تازہ پھول توڑ کر لایا تھا۔گلنار ایک ایک پھول نہایت احتیاط سے گلدانوں میں سجا رہی تھی۔مرجھائے ہوئے پھول نکالتی۔۔تازہ گلاب رکھتی۔

پھر دو قدم پیچھے ہٹ کر گلدان کو دیکھتی۔اگر کوئی پھول ذرا بھی ٹیڑھا ہوتا۔۔تو فوراً سیدھا کر دیتی۔

اسی لمحے پیچھے سے قدموں کی چاپ سنائی دی۔

"گلنار"

"جی؟" وہ فوراً مڑی

ایک خادمہ اس کے سامنے آکر رکی۔ شہزادی ماہ جبین نے تمھیں یاد فرمایا ہے۔ گلنار کے ہاتھ خود بخود رک گئے۔

"مجھے...؟"

"جی۔"

گلنار نے خاموشی سے ہاتھ میں پکڑا گلدان اپنی جگہ رکھا۔ دوپٹے کا پلو سر پر درست کیا۔ ہاتھوں پر لگا پانی اپنے کپڑوں سے صاف کیا۔ پھر ادب سے سر جھکا کر خادمہ کے پیچھے چل پڑی۔ خادمہ نے ایک بڑے دروازے کے سامنے رک کر پردہ ہٹایا۔ گلنار نے دھیرے سے اندر قدم رکھا۔ کمرے میں عود کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔

قیمتی پردے۔۔ نفیس قالین۔۔ اور درمیان میں شہزادی ماہ جبین۔۔

وہ آئینے کے سامنے بیٹھی اپنے لمبے بالوں میں کنگھی پھیر رہی تھیں۔

گلنار خاموشی سے دروازے کے قریب کھڑی ہو گئی۔ ماہ جبین نے آئینے ہی میں اس کا عکس دیکھا پھر بغیر مڑے بولیں

"آ گئی؟ "

"جی۔۔ شہزادی"

"قریب آؤ"

گلنار چند قدم آگے بڑھی۔ ماہ جبین نے آہستہ سے اپنے پاؤں اس کی طرف بڑھا دیے۔

"بہت درد کر رہے ہیں۔۔ ذرا دبا دو۔۔"

"جی۔" گلنار فوراً زمین پر بیٹھ گئی۔

دونوں ہاتھوں سے نہایت ادب سے ان کے پاؤں دبانے لگی۔ ماہ جبین نے آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر اس نے آہستہ سے پوچھا،

"پڑھی لکھی ہو؟

"نہیں۔۔ شہزادی۔"

"قرآن بھی نہیں؟

" ناظرہ پڑھا تھا اس کے بعد۔۔ کبھی موقع نہیں ملا۔"

"ہونہہ۔۔"

چند لمحے گزرے۔ پھر ماہ جبین نے آنکھیں کھولیں۔

"یہ بتاؤ۔۔ محل میں آنے کے بعد پہلا سبق کیا سیکھا؟"

گلنار رک گئی۔اچانک۔۔ماہ جبین نے اپنے پاؤں اس کے ہاتھوں سے کھینچ لیے۔اس کی نظریں سیدھی گلنار پر جم گئیں۔کوئی سبق نہیں سیکھا؟گلنار گھبرا گئی۔

"نہیں۔۔شہزادی"اس نے فوراً نفی میں سر ہلا دیا۔

ماہ جبین سیدہی ہو کر بیٹھ گئیں۔

"تو سنو۔آج تمہارا پہلا سبق میں سکھاتی ہوں۔"

آج تمہارا پہلا سبق میں سکھاتی ہوں۔اس نے اپنی انگلی آہستہ سے گلنار کی طرف اٹھائی۔

"اماں نے۔۔تمہارے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔"

"تمہیں اس محل میں رہنے کی جگہ دی۔تمہاری حفاظت کی ذمہ داری لی۔۔"

"اس کے بعد تمہاری زندگی۔۔اس خاندان کی امانت ہے۔"

"اور جس نے تم پر احسان کیا۔۔تم زندگی بھر اس کی وفادار۔۔اور احسان مند رہو گی۔"

گلنار نے فوراً سر جھکا دیا۔ماہ جبین نے اس کی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اوپر کیا۔

"اب بتاؤ۔۔پہلا سبق کیا سیکھا؟"

گلنار نے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہا،

"جس نے مجھ پر احسان کیا۔۔میں ساری عمر۔۔اس کی وفادار۔۔اور احسان مند رہوں گی۔۔"

ماہ جبین کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔فی الحال اتنا سبق ہی کافی ہے۔اس نے قریب رکھی ٹوکری سے ایک سرخ سیب اٹھایا۔۔اور گلنار کی طرف اچھال دیا۔گلنار گھبرا کر دونوں ہاتھوں سے پکڑ گئی۔وہ حیرت سے کبھی سیب دیکھتی۔۔کبھی شہزادی کو۔

"کھالو۔"

گلنار خاموش رہی۔

"کھاؤ۔"

اس نے آہستہ سے سیب لے لیا۔

"شکریہ۔۔شہزادی"

ماہ جبین اب اپنی جگہ سے اٹھیں۔چند قدم چل کر اس کے بالکل سامنے آ کھڑی ہوئیں۔

"ایک بات پوچھوں؟

"جی"

"میں نے سنا ہے۔۔ تم سلطان کے ساتھ محل میں داخل ہوئی تھیں۔"

"نہیں، شہزادی۔۔ میں تو" گلنار نے فوراً چونک کر سر اٹھایا۔

"ان کے پیچھے پیچھے آ گئی تھی۔"

ماہ جبین نے ہلکے سے اپنی زبان دانتوں تلے دبائی۔ پھر آہستہ سے بولیں، جھوٹ بھی کس سے بول رہی ہو؟ گلنار کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ ماہ جبین کی نظریں اس کی آنکھوں میں پیوست تھیں۔

"جس سلطان کے قصے سن سن کر ہم بڑے ہوئے ہیں۔۔ وہ تو دور کہیں پتھر گرنے کی آواز سے اندازہ لگا لیتے ہیں۔۔۔ کہ وہ کس سمت گرا ہے۔"

"اور تم کہتی ہو تم ان کے پیچھے چلتی رہیں۔۔ اور انہیں خبر تک نہ ہوئی؟"

گلنار کی سانسیں اکھڑنے لگیں۔ ماہ جبین نے آہستہ سے کہا،

"اب شروع سے آخر تک۔۔ ساری بات سناؤ۔ تم اس محل تک پہنچی کیسے؟"

گلنار نے ہاتھ میں پکڑے سیب پر گرفت مضبوط کی۔۔

پھر دھیرے دھیرے۔۔۔ پہلے دن سے لے کر آج تک کی پوری داستان سنانا شروع کر دی۔ گلنار خاموش ہوئی تو کمرے میں چند لمحوں کے لیے مکمل سکوت چھا گیا۔ شہزادی ماہ جبین نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے گرد ایک چکر لگایا۔

"تو یہ پوری کہانی تھی؟"

"جی۔۔ شہزادی۔" گلنار نے سر جھکا دیا۔

ماہ جبین چند لمحے خاموش رہیں۔ پھر بے اختیار مسکرا دیں۔

"دلچسپ ہے۔۔ بہت دلچسپ۔۔"

وہ دوبارہ اپنی نشست پر بیٹھ گئیں۔ سیب اٹھایا۔ ایک چھوٹا سا قتلہ کاٹا۔ چباتی رہی۔۔۔ مگر نظریں مسلسل گلنار پر تھیں۔

"گلنار۔۔ تم جانتی ہو"

"اب تمہاری سب سے بڑی کمزوری کیا ہے؟"

گلنار نے گھبرا کر سر اٹھایا۔ ماہ جبین ہلکا سا مسکرائیں۔

"سلطان"

یہ ایک لفظ سن کر گلنار کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔

"ش۔۔ شہزادی۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔۔"

"خاموش"

صرف ایک لفظ۔۔ مگر اتنی ٹھنڈی آواز میں کہ گلنار فوراً خاموش ہو گئی۔ماہ جبین نے سیب کا ایک اور قتلہ کاٹا۔

"میں جانتی ہوں۔۔ تمہارا سلطان سے کوئی تعلق نہیں۔اور نہ ہی سلطان نے تمہیں پہچانا ہے۔"

"لیکن۔۔" وہ ذرا سا آگے جھکیں۔

"محل میں سچ کم۔۔ باتیں زیادہ زندہ رہتی ہیں۔" گلنار کی سانسیں تیز ہونے لگیں۔

"اگر کبھی۔۔ کبھی بھی۔۔"

"تم نے میرے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔۔ یا میرے خلاف ایک قدم بھی اٹھایا۔۔"

"تو اگلے ہی دن۔۔ پورا محل یہی کہانی سن رہا ہوگا۔۔"

انہوں نے اپنی نظریں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں۔ "کہ تم سلطان کے ساتھ تنہائی میں محل میں داخل ہوئی تھیں۔"

گلنار کا رنگ ایک دم اڑ گیا۔

"نہیں۔۔ خدا کے لیے ایسا مت کہیے۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ مجھے تو خود نہیں معلوم میں یہاں کیسے۔۔"

"مجھے معلوم ہے۔" ماہ جبین نے اس کی بات کاٹ دی۔

مگر دوسروں کو معلوم نہیں ہوگا۔ پھر نہایت سکون سے بولیں

"ہمارے سلطان۔۔ اپنے کردار پر معمولی سا سایہ بھی برداشت نہیں کرتے۔"

گلنار کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہہ نکلے۔اس نے کانپتی آواز میں کہا،

"میں۔۔ میں کبھی۔۔ آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گی، شہزادی۔"

"ساری زندگی نہیں۔"

ماہ جبین نے پہلی بار اطمینان سے سر ہلایا۔ "اچھی لڑکی"

اس نے باقی بچا ہوا سیب اس کی طرف بڑھایا۔ "اب جاؤ"

گلنار نے کانپتے ہاتھوں سے سیب لیا۔ سر جھکایا۔اور خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔ دروازہ آہستہ سے بند ہوا۔۔ماہ جبین نے آخری قلّہ منہ میں رکھا۔ کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے مدھم آواز میں خود سے کہا،

اس محل میں معصوم لوگ۔۔سب سے پہلے استعمال ہوتے ہیں۔۔

آئرین جتنی تیزی سے بھاگ سکتی تھی۔ بھاگتی رہی۔۔

مڑا ہوا ٹخنہ ہر قدم پر جیسے چیخ رہا تھا۔ پتھریلی زمین۔۔ جھاڑیاں۔۔سانس کی بے ترتیبی۔۔

اس کے قدم ایک اونچی پہاڑی کے کنارے جا کر رک گئے۔سانس اس کے سینے میں بری طرح الجھ چکی تھی۔ گلا اس قدر خشک تھا کہ جیسے کئی دنوں سے پانی نہ پیا ہو۔اس نے بمشکل ایک قدم پیچھے ہٹایا۔ارادہ صرف اتنا تھا۔۔۔کہ گھاس پر بیٹھ کر چند لمحے سانس بحال کر لے۔

مگر اسی لمحے۔۔اس کی گردن کے پچھلے حصے پر کسی ٹھنڈی دھات نے آ کر خاموشی سے جگہ بنالی۔وہ پتھر کی طرح ساکت رہ گئی۔

سانس۔۔جہاں تھی، وہیں رک گئی۔آنکھیں آہستہ آہستہ نیچے جھکیں۔چمکتی ہوئی تلوار کی دھار۔۔اس کی گردن سے لگی ہوئی تھی۔اس کے وجود میں جیسے ایک سرد لہر دوڑ گئی۔ تلوار آہستہ سے اس کی گردن سے ہٹالی گئی۔

سامنے سے ایک نوجوان اس کے قریب آیا۔ چہرے پر سختی۔۔۔مگر آنکھوں میں عجیب سا تجسّس۔

وہ آہستہ سے اس کے سامنے بیٹھ گیا۔کچھ کہا۔۔۔پھر دوبارہ کہا۔۔پھر ایک اور سوال پوچھا۔

آئرین بس اسے دیکھتی رہ گئی۔الفاظ اس کے کانوں سے ٹکرا کر گزر رہے تھے۔مگر معنی۔۔۔جیسے کہیں موجود ہی نہ ہوں۔اس نے بے بسی سے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔

"What...?" پھر اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔

"No..."

"I can't understand you..."

اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیا۔

"Who are you?"

"What do you want from me?"

"Please..."

"Please let me go..."

اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

وہ جانتی تھی۔۔۔ یہ لوگ شاید اس کی ایک بات بھی نہیں سمجھ رہے۔ پھر بھی وہ بولتی جا رہی تھی۔

کیونکہ کبھی کبھی خاموش رہنے سے زیادہ خوفناک چیز، اپنی آواز کا گم ہو جانا ہوتا ہے۔

درداب بڑھتا جا رہا تھا۔ گلا خشک ہو کر جیسے جلنے لگا تھا۔ اس نے بے اختیار اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ پھر آہستہ سے کہا،

"ماء۔۔۔"

"پانی۔۔۔۔"

کسی نے کچھ نہ سمجھا۔ اس نے دوبارہ کہا۔ اس بار پہلے سے زیادہ بے بسی سے۔

"ماء۔۔۔"

"ماء۔۔۔"

"یہ۔۔۔" بہرام نے تیمور کی طرف دیکھا۔

"اپنی ماں کو پکار رہی ہے؟"

"شاید۔۔۔" تیمور نے خاموشی سے سر ہلایا۔

آئرین نے بے چینی سے دوبارہ ہاتھ سے پینے کا اشارہ کیا۔

"ماء۔۔۔"

پھر اپنے خشک ہونٹوں کی طرف اشارہ کیا تب جا کر تیمور کی نظر اس کے ہونٹوں پر گئی۔

خشک، اور پیاس سے سفید پڑتے ہوئے۔ تیمور نے فوراً قریب کھڑے سپاہی سے مشکیزہ لیا۔ خود آگے بڑھ کر اس کی طرف بڑھایا۔ آئرین کی آنکھیں چمک اٹھیں، اس نے جلدی سے مشکیزہ دونوں ہاتھوں میں لیا اور تقریباً ایک ہی سانس میں آدھا پانی پی گئی۔

باقی بچا ہوا پانی۔۔۔

اس نے اچانک اپنے چہرے پر ڈال لیا۔ ٹھنڈا پانی پورے چہرے پر پھیل گیا۔ اس نے فوراً آنکھیں بند کر لیں۔

چند لمحے انتظار کیا۔ پھر آہستہ سے دوبارہ کھولیں۔

سب کچھ ویسا ہی تھا۔ نہ منظر بدلا۔۔۔ نہ لوگ۔۔۔ نہ وقت۔ اس کے چہرے سے مسکراہٹ آہستہ آہستہ غائب ہونے لگی۔

اس نے پہلی بار خوف کے ساتھ چاروں طرف دیکھا۔ وہ چند لمحے خاموش رہی۔

پھر ایک ایسا خیال آیا۔۔۔ جس نے اس کا دل ہلا دیا۔

"کیا۔۔"

"میرے بھائی۔۔۔"

"واقعی مجھ سے اتنے تنگ آ گئے تھے۔۔؟"

"وہ مجھے کہیں بہت دور چھوڑ گئے ہیں۔۔؟"

اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بھرنے لگیں۔اس کی نظریں بےاختیار چاروں طرف گھومیں۔

چاروں طرف صرف مرد تھے۔

اجنبی چہرے۔۔۔اجنبی لباس۔۔۔اجنبی دنیا۔۔۔

اور۔۔ایک بھی عورت نہیں۔

اسی لمحے اسے اپنے کھلے دوپٹے کا احساس ہوا۔

اس نے گھبرا کر فوراً اپنا ہلکا جامنی دوپٹہ دونوں ہاتھوں سے سمیٹا۔۔۔

اور پوری احتیاط سے اپنے گرد لپیٹ لیا۔پھر بےاختیار ایک قدم پیچھے ہٹی۔۔۔

دونوں بازو اپنے جسم کے گرد لپیٹ لیے۔۔۔جیسے خود کو ہر اجنبی نگاہ سے بچانا چاہتی ہو۔

اس کے ہاتھ ہلکے ہلکے کانپ رہے تھے۔وہ اب پہلے والی بےفکر آئرین نہیں رہی تھی۔۔۔

جو چند لمحے پہلے پھولوں کے درمیان ہنس رہی تھی۔

اب اس کی جگہ۔۔ایک ایسی لڑکی کھڑی تھی۔۔جو پہلی بار واقعی ڈر گئی تھی۔

اس نے نم آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھا۔اس نے اپنے ہونٹ دانتوں تلے دبا لیے تاکہ رونا باہر نہ آ جائے۔

پھر ایک نظر اپنے سامنے کھڑے اجنبی مردوں پر ڈالی۔۔۔

اور دوپٹے کو اپنے گرد مزید مضبوطی سے لپیٹ لیا۔

"یہ۔۔۔"

"واقعی ہو رہا ہے۔۔۔"

اس کی سانسیں بےترتیب ہونے لگیں۔

"یا اللہ۔۔۔میں کہاں آ گئی ہوں؟"

"یہ لوگ کون ہیں۔۔؟"

بہرام ابھی اس سے سوال پر سوال کیے جا رہا تھا۔۔۔اور آئرین ایک لفظ بھی نہ سمجھ پا رہی تھی۔

اسی دوران۔۔۔ پیچھے سے ارسلان تیز قدموں سے آیا۔اس کے ہاتھ میں آف وائٹ ہیل تھی۔

"یہ۔۔اسی لڑکی کی معلوم ہوتی ہے۔" وہ بہرام کے قریب آ کر بولا،

"راستے میں جھاڑیوں کے قریب پڑی ملی۔"

آئرین کی نظر جیسے ہی اپنی ہیل پر پڑی۔۔۔اس نے فوراًآگے بڑھ کر وہ ہیل لے لی۔

پھر مڑے ہوئے ٹخنے کی طرف دیکھا۔اس نے ہیل کو اپنے سینے سے لگا لیا۔

جیسے وہی اس دنیا کی آخری چیز ہو۔۔۔جواب بھی اس کی اپنی تھی۔

تیمور نے پہلی بار اس کے ننگے پاؤں پر نظر ڈالی۔

مڑا ہوا ٹخنہ۔۔۔سرخ پڑ چکا تھا۔ چلتے وقت وہ یقیناً شدید تکلیف میں رہی ہو گی۔

مگر۔۔۔اس نے ایک مرتبہ بھی مدد نہیں مانگی۔ سلطان دور پہاڑی پر خاموش کھڑے تھے۔

بہرام نے کہا۔۔۔

" میرے سلطان۔۔ یہ ہماری زبان نہیں سمجھتی "

سلطان نے کوئی جواب نہ دیا۔ان کی نظریں ابھی بھی آئرین پر تھیں۔آخر سلطان نے حکم دیا،

" تلواریں نیام میں رکھ دو۔"

"جانِ پناہ؟" تیمور نے فوراًحیرت سے سر اٹھایا۔

"ڈر کے سامنے تلوار صرف خوف بڑھاتی ہے۔۔ سچ نہیں بتاتی۔" سلطان کی آواز پہلے کی طرح پر سکون تھی۔

تیمور نے خاموشی سے سلطان کی طرف دیکھا۔ سلطان پھر بولے،

"اس نے بھاگنے کی کوشش کی۔۔ لیکن کسی پر حملہ نہیں کیا۔"

"جو عورت خوف میں بھی اپنی حیا نہ بھولے۔۔اسے جلدی مجرم نہیں کہا جاتا۔"

" میرے سلطان۔۔" بہرام حیران رہ گیا۔

"آپ صرف اتنا دیکھ کر یہ سب کیسے جان لیتے ہیں؟"

پھر چند لمحے خاموش رہے۔ ہوا میں صرف پتوں کی سرسراہٹ تھی۔

آئرین اب بھی دور کھڑی تھی۔ایک ہاتھ سے اپنا دوپٹہ سینے کے گرد سمیٹے۔۔

دوسرے ہاتھ میں اپنا موبائل اور اپنی ہیل مضبوطی سے تھامے۔۔

وہ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ان اجنبی لوگوں سے مزید خوفزدہ ہوتی جارہی تھی۔

"میرے سلطان۔۔۔" بہرام نے خاموشی توڑی۔

"میرا خیال ہے۔۔ یہ ہمیں ڈاکو سمجھ رہی ہے۔"

"جانِ پناہ۔۔۔" تیمور نے ایک گہری سانس لی۔

"اگر یہ یہاں سے نکل گئی۔۔اور واقعی کسی دشمن سلطنت کی جاسوس ہوئی تو؟"

کوئی جواب نہ آیا۔یونس نے آہستہ سے کہا،

"مگر اگر یہ جاسوس ہوتی۔۔ تو خوف سے یوں بے بس نہ کھڑی ہوتی۔"

"ابھی تک اس نے نہ تلوار کی طرف دیکھا۔۔ نہ حملہ کرنے کی کوشش کی۔۔نہ ہی ارد گرد کا جائزہ لیا۔"

"جاسوس پہلے راستہ ڈھونڈتے ہیں۔۔ یہ تو بس بچنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

"اور اگر جاسوس نہیں۔۔۔" بہرام نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو اسے اس حال میں یہاں چھوڑ دینا بھی مناسب نہیں، میرے سلطان۔"

بوڑھا مالی، جو اب تک خاموش کھڑا تھا، بے اختیار بول اٹھا۔

"میرے سلطان۔۔ مجھے تو یہ لڑکی کسی مصیبت کی ماری لگتی ہے۔۔"

"دیکھا نہیں آپ نے؟"

"پاؤں بھی زخمی ہے۔۔پیاس سے نڈھال بھی ہے۔۔"

"میرے دل کو تو اب بھی یہی گواہی ملتی ہے۔۔۔"

"یہ عام لڑکی نہیں۔۔"

"کوئی حور ہے۔۔ یا شاید کوئی پری۔۔۔"

"اگر۔۔اگر واقعی یہ اللہ کی بھیجی ہوئی کوئی مہمان ہو۔۔۔"

"اور ہم نے اس کے ساتھ سختی کر دی۔۔۔"

"تو کہیں ہم ہی اللہ کی ناراضی کے مستحق نہ ٹھہریں۔"

"بابا۔۔۔" تیمور نے ہلکی سی نظر مالی کی طرف ڈالی۔

"ہر اجنبی کو فرشتہ سمجھ لینا بھی عقل مندی نہیں۔"

"اور ہر اجنبی کو مجرم سمجھ لینا بھی انصاف نہیں، بیٹا۔" مالی نے آہستہ سے جواب دیا،

بات ختم ہوئی۔۔۔تو دوبارہ خاموشی چھا گئی۔ چاروں کی نظریں سلطان پر جم گئیں۔

مگر سلطان۔۔اب بھی خاموش تھے۔ان کے چہرے سے اندازہ لگانا ناممکن تھا۔۔۔

کہ وہ کس رائے سے اتفاق رکھتے ہیں۔

چند لمحوں بعد۔۔۔آخر کار ان کے لب ہلے۔انہوں نے صرف اتنا کہا،

"پیچھے ہٹ جاؤ۔"

بس دو لفظ۔ مگر حکم ایسا۔۔ کہ چاروں سپاہی ایک ساتھ دو قدم پیچھے ہٹ گئے۔

آئرین نے حیرت سے انہیں دیکھا۔اسے یقین ہی نہ آیا۔

یہ لوگ۔۔واقعی اس سے دور ہٹ گئے تھے۔اس نے ایک لمحہ بھی ضائع نہ کیا۔

مڑی۔۔اور اپنے زخمی ٹخنے کے باوجود تیزی سے چلنے لگی۔

چند قدم بعد۔۔۔ چلنا۔۔۔ بھاگنے میں بدل چکا تھا۔

"میرے سلطان!" بہرام بے اختیار بول اٹھتا ہے،

"یہ جا رہی ہے!"

"جانے دو۔" سلطان کی نظریں اسی پر تھیں۔

بہرام اور تیمور دونوں چونکے۔ سلطان نے بغیر ان کی طرف دیکھے کہا،

"تیمور۔"

"جی، سلطانِ معظم۔"

"اس کی نگاہ سے اوجھل رہنا۔"

"لیکن اسے نگاہ سے اوجھل مت ہونے دینا۔"

"جی، میرے سلطان۔" تیمور نے سر جھکا دیا۔

کچھ لمحوں تک وہاں عجیب سی خاموشی چھائی رہی۔سب کی نظریں اسی سمت جمی تھیں۔۔جدھر وہ اوجھل ہوئی تھی۔

سب سے پہلے بہرام نے خاموشی توڑی۔

" میرے سلطان۔۔۔ میرا خیال ہے۔۔۔ یہ راستہ بھٹک گئی ہے"

"اگر واقعی بھٹکی ہوئی ہے۔۔۔" تیمور نے آہستہ سے کہا،

"تو پھر سلطنت کے عام راستوں سے چلتے ہوئے یہاں تک کیوں نہ پہنچی؟"

"سیدھا سلطانہ عائشہ خاتون کے باغ میں کیسے جا نکلی؟"

یونس نے اپنی رائے پیش کی۔

"ممکن ہے۔۔ یہ کسی پڑوسی سلطنت کی رہنے والی ہو۔۔۔ لباس بھی ہمارا نہیں۔۔۔زبان بھی ہماری نہیں۔۔۔شاید کسی قافلے سے بچھڑ گئی ہو۔"

ارسلان فوراً بولا،

"یا۔۔ یہ دشمن سلطنت کی جاسوس ہو۔۔اپنی حقیقت چھپانے کے لیے ڈرنے کا ناٹک کر رہی ہو۔"

تیمور نے اثبات میں سر ہلایا۔

"لیکن باغ تک پہنچی کیسے؟"

بوڑھا مالی فوراً گھبرا کر آگے بڑھا۔

"خدا گواہ ہے۔۔۔ میں نے ہر دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کیا تھا۔۔۔"

"آج تک ایسی غفلت مجھ سے نہیں ہوئی۔"

وہ ایک لمحہ رکا۔ پھر دھیرے سے بولا،

"اور اگر۔۔ میری بات بری نہ لگے۔۔ تو میرا دل اب بھی یہی کہتا ہے"

"وہ عام لڑکی نہیں تھی۔"

"پھول اسے دیکھ کر جیسے مسکرا رہے تھے۔۔۔"

"اور اس کے چہرے پر ایسی روشنی تھی۔۔۔"

"جو میں نے صرف نیک لوگوں کے چہروں پر دیکھی ہے۔"

"بابا۔۔۔" تیمور نے بے اختیار ایک ٹھنڈی سانس لی۔

"تم پھر وہی حور اور پریوں والی باتیں کرنے لگے۔"

"ہو سکتا ہے میں غلط ہوں۔۔۔" مالی نے نظریں جھکا لیں۔

"اگر جاسوس نہ ہوئی۔۔۔" یونس نے آہستہ سے جواب دیا،

"تو اس حال میں اکیلی جنگل میں زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکے گی۔"

"یہاں بھیڑیے بھی ہیں۔۔اور جنگلی سور بھی۔"

ہر شخص اپنی عقل کے مطابق رائے دے رہا تھا۔ مگر۔۔۔ سلطان بدستور خاموش تھے۔

نہ انہوں نے کسی رائے کی تائید کی۔۔۔ نہ تردید۔ وہ نہایت پر سکون لہجے میں بولے،

"قریب۔۔ کوئی عورت ہے؟"

سلطان کے مختصر سوال پر۔۔۔ سب سے پہلے تیمور کی نظریں بوڑھے مالی کی طرف اٹھیں۔

پھر بہرام۔۔۔ یونس۔۔۔ اور ارسلان بھی اسی کی طرف متوجہ ہو گئے۔

" میری بیوی کو اس دنیا سے گئے۔۔ سات برس بیت چکے۔" بوڑھے مالی نے افسردگی سے سر جھکا لیا۔

خاموشی چھا گئی۔ بہرام نے آہستہ سے کہا،

"پھر کیا کریں، میرے سلطان؟"

سلطان نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ حسبِ معمول خاموش رہے۔

ایسا لگ رہا تھا۔۔۔ جیسے وہ ابھی بھی کسی فیصلے تک نہیں پہنچے تھے۔

آئرین نہر کے کنارے آکر رک گئی۔ سانس اب بھی بے ترتیب چل رہی تھی۔

زخمی ٹخنے میں اٹھنے والا درد۔۔۔ ہر لمحے بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ آہستہ سے گھاس پر بیٹھ گئی۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے موبائل کی اسکرین دیکھی۔ کوئی سگنل نہیں۔

اس نے دوبارہ دیکھا۔۔ پھر دوبارہ۔۔ ایک بھی لائن نہیں۔

اس نے بے اختیار ارد گرد نظریں دوڑائیں۔

ہر طرف سبزہ۔۔ درخت۔۔ بہتا ہوا شفاف پانی۔۔ اور عجیب سی خاموشی۔

وہ گہری گہری سانسیں لینے لگے گی۔ پانی میں اپنا عکس دیکھے گی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آئیں گے۔

" یا اللہ۔۔ میں کہاں آ گئی ہوں۔۔۔ میں یہاں آئی کیسے؟"

اس نے آنکھیں بند کر کے یاد کرنے کی کوشش کی۔

آخری چیز۔۔ جو اسے یاد تھی۔۔۔ وہ اس کا اپنا کمرہ تھا۔

ہوا کا ایک جھونکا آیا۔ نہر کے کنارے جھاڑیاں ہلکی سی ہلیں۔آئرین نے چونک کر ادھر دیکھا۔

چند لمحے گزرے۔ جھاڑیاں پہلے سے زیادہ زور سے ہلیں۔ جیسے ان کے اندر کوئی وزنی چیز حرکت کر رہی ہو۔

خشک ٹہنی کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔۔اس کا دل زور سے دھڑکا۔

اسی لمحے۔۔۔ جھاڑیوں کے اندر سے ایک بھاری بھرکم سیاہ جسم نمودار ہوا۔

پہلے اس کی لمبی تھوتھنی دکھائی دی۔۔۔ پھر نوکیلے دانت۔۔۔اور پھر سرخ آنکھیں۔۔۔

ایک دیو ہیکل جنگلی سور باہر نکل آیا۔۔۔اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔۔۔

اپنے اگلے کھروں سے زمین کھرچ رہا تھا۔اور نظریں۔۔ سیدھی آئرین پر جمی ہوئی تھیں۔

آئرین کے حلق سے آواز تک نہ نکلی۔۔ جنگلی سور نے زمین پر کھر مارا۔

پھر پوری قوت سے آئرین کی طرف لپکا۔آئرین کے وجود سے جیسے جان نکل گئی۔

وہ ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹ سکی۔اس نے بے اختیار دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے سامنے کر لیے۔

آنکھیں مضبوطی سے بند کر لیں۔اور کانپتی ہوئی آواز میں پڑھنا شروع کیا،

"اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ۔۔۔"

(اللہ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ہمیشہ زندہ ہے، اور پوری کائنات کو سنبھالنے والا ہے)

ایک جملے کے ساتھ۔۔۔ جیسے اس نے اپنے اور موت کے درمیان پوری کائنات کے مالک کی رحمت کو حائل کر لیا ہو۔

وہ ذات۔۔۔ جس کے سامنے ہر طاقت جھک جاتی ہے۔

جو خود ہمیشہ سے زندہ ہے۔۔۔اور جس کے سہارے پوری کائنات قائم ہے۔۔۔

اگر وہ سنبھالنے والا نہ ہو۔۔۔تو ایک لمحے کے لیے بھی کچھ باقی نہ رہے۔

"لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ"

"نہ اسے اونگھ آتی ہے، نہ نیند"

دنیا کا ہر محافظ کسی نہ کسی لمحے غافل ہو جاتا ہے۔ماں سو جاتی ہے، باپ تھک جاتا ہے، فوجی کی آنکھ لگ سکتی ہے، بادشاہ بیمار ہو سکتا ہے۔ لیکن آپ کا رب۔۔ کبھی نہیں سوتا

جس لمحے زمین پر ایک کمزور لڑکی اپنی جان بچانے کے لیے اسے پکار رہی تھی۔۔۔

اسی لمحے۔۔وہ سن رہا تھا۔۔ وہ دیکھ رہا تھا۔۔اور اس کی تدبیر چل رہی تھی۔۔

ہوا کو چیرتی ہوئی ایک تیز سی آواز سنائی دی۔

اگلے ہی لمحے۔۔۔ایک تیر پوری قوت سے آکر جنگلی سور کی گردن میں پیوست ہو گیا۔

جانور ایک ہولناک چیخ کے ساتھ لڑکھڑایا۔ مگر گرا نہیں۔وہ چند قدم اور بھاگا۔۔۔

آئرین کے ہونٹ مسلسل حرکت کر رہے تھے۔

"لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ۔۔۔"

"اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر محیط ہے۔"

یہ جنگل۔۔یہ پہاڑ۔۔یہ نہر۔۔یہ درخت۔۔یہ درندہ۔۔۔اور خود آئرین۔۔

سب اسی کے تھے۔۔اور جب سب اسی کا ہے۔۔

تو پھر اس کی اجازت کے بغیر۔۔ایک درندہ بھی اپنے شکار تک نہیں پہنچ سکتا۔

فضا کو چیرتی ہوئی ایک تیز آواز ابھری ایک اور تیر آکر اس کے سینے میں پیوست ہو گیا۔

اس کا بھاری جسم زور سے زمین پر گرا۔ گرد و غبار کا بادل اٹھا۔

چند لمحوں تک اس کے پاؤں زمین پر تڑپتے رہے۔

"وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ"

(اور وہی سب سے بلند ہے۔۔سب سے عظمت والا ہے۔)

یہ صرف اللہ کی بلندی کا اعلان نہیں۔۔یہ اس حقیقت کا اعلان ہے۔۔

کہ اس کے سامنے ہر طاقت جھک جاتی ہے۔ہر غرور ٹوٹ جاتا ہے۔۔ہر خوف مٹ جاتا ہے۔

اسے معلوم نہ تھا۔۔۔کہ اسے کس نے بچایا۔ لیکن۔۔اسے اتنا ضرور معلوم ہو چکا تھا۔۔

کہ جس رب کو اس نے پکارا تھا۔۔۔اس نے اسے تنہا نہیں چھوڑا۔

اس کے ساتھ ہی اس کے اندر جمع خوف جیسے ایک لمحے کو ٹوٹ گیا۔

مگر جسم۔۔جسم اب ساتھ چھوڑنے لگا تھا۔۔۔اس کی ٹانگوں سے طاقت نکل گئی۔

آئرین نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں۔پہلی نظر۔۔۔اسی جانور پر پڑی۔

خون۔۔اتنا خون۔۔سرخ گرم خون گھاس پر پھیلتا جا رہا تھا۔

اس کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا۔اس نے فوراً اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا۔

اس کے معدے میں شدید مروڑ اٹھا۔وہ گھٹنوں کے بل جھک گئی۔

قے کرنے کی کوشش کی۔۔مگر پیٹ میں تھا ہی کیا؟

پہلی اُبکائی۔۔پھر دوسری۔۔پھر تیسری۔۔

صرف خشک اُبکائیاں۔۔ہر اُبکائی کے ساتھ۔۔اس کی آنکھوں سے بے اختیار پانی بہنے لگا۔

سر بری طرح چکرانے لگا۔کل سے کچھ کھایا نہیں تھا۔

شدید بھاگ دوڑ۔۔زخمی ٹخنا۔۔اور اب یہ خوفناک منظر۔

اس کا بلڈ پریشر تیزی سے گرنے لگا۔اسے محسوس ہوا۔۔جیسے ارد گرد کی ہر چیز دھندلی ہوتی جا رہی ہو۔

زمین اس کے قدموں کے نیچے ڈولنے لگی۔

اس نے سہارا لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔۔مگر انگلیاں صرف ہوا کو چھو سکیں۔

اس کی سانس بے ترتیب ہو گئی۔ہونٹ خشک ہو کر سفید پڑنے لگے۔اور اسے پہلی بار محسوس ہوا۔۔

وہ اب زیادہ دیر تک خود کو سنبھال نہیں پائے گی۔

جیسے زمین اس کے قدموں کے نیچے سے آہستہ آہستہ کھسک رہی ہو۔

حازم صبح سے شہر کی گلیاں ناپ رہا تھا۔کبھی کسی دکان کے باہر رک جاتا۔کبھی کسی مزدور کے پاس جا کر پوچھتا کہ کوئی کام ہو تو بتا دے۔

مگر ہر جگہ ایک ہی جواب تھا۔"ابھی کام نہیں۔۔"

اس کے قدم لڑکھڑانے لگے تھے۔پیٹ میں کئی گھنٹوں سے کچھ نہیں تھا۔مگر اسے اپنی بھوک سے زیادہ اپنی ماں کی دوا یاد آ رہی تھی۔

وہ ایک دکان کے سامنے رکا۔دکان دار سامان سمیٹ رہا تھا۔حازم نے ہمت کر کے کہا،

"صاحب۔۔کوئی کام ہو تو دے دیجیے۔"

"کیا کام کر سکتے ہو؟"دکان دار نے سر سے پاؤں تک اسے دیکھا۔

"جو کہیں گے۔۔"

"اٹھانا ہو، پہنچانا ہو، صفائی ہو۔۔کچھ بھی۔"

"آج ضرورت نہیں۔"دکان دار نے سر ہلا دیا۔

حازم خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔کچھ دور ایک بوڑھا حکیم بیٹھا تھا۔حازم نے دوا کی شیشی کی طرف دیکھا، پھر اپنی جیب ٹٹولی۔

چند خالی سکے۔۔وہ آہستہ سے حکیم کے قریب گیا۔

"حکیم صاحب۔۔ یہ دوا ادھار مل جائے گی"

"ادھار؟" حکیم نے اسے دیکھا۔

"امی بہت بیمار ہیں۔" حازم نے سر جھکا لیا۔

"بیٹا، میں تمہیں جانتا تک نہیں۔" حکیم نے نرمی سے کہا،

"اگر ہر اجنبی کو ادھار دوا دینے لگوں تو میری دکان کب تک چلے گی؟" حکیم نے بھی نظریں جھکا لیں۔

حازم نے کچھ نہیں کہا۔وہ وہاں سے بھی خالی ہاتھ نکل آیا۔

شہر کی رونق بڑھ رہی تھی۔۔مگر حازم کے لیے ہر آواز جیسے دور ہوتی جارہی تھی۔

وہ ایک بازار سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک دکان کے اندر بیٹھے تاجر نے اسے ہاتھ کے اشارے سے بلایا۔

حازم رک گیا۔اس نے ادھر اُدھر دیکھا پھر خود کی طرف اشارہ کیا۔۔تاجر نے سر ہلادیا۔حازم فوراًاس کے پاس پہنچا۔

"تمہیں پیسے چاہییں؟"

حازم نے خاموشی سے سر ہلادیا۔

"کیا کر سکتے ہو؟" تاجر نے پوچھا،

حازم کے لب کانپے۔اگلے ہی لمحے وہ اس کے قدموں میں بیٹھ گیا۔

"کچھ بھی۔۔" اس کی آواز بھرّا گئی۔

تاجر نے اسے غور سے دیکھا۔پھر اچانک پوچھا،

"کچھ کھایا ہے؟"

حازم خاموش رہا۔اس خاموشی میں جواب موجود تھا۔۔تاجر نے جیب سے چند سکے نکالے اور اس کی طرف بڑھادیے۔

حازم نے فوراًہاتھ آگے کیا۔پھر جیسے اسے کچھ یاد آیا، پوچھ بیٹھا،

"کام۔۔؟"

حازم نے سکوں کو مضبوطی سے مٹھی میں بند کر لیا۔"کل آنا۔"تاجر کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

تاجر نے اسے جاتے ہوئے دیکھا، پھر پکارا۔

"حازم۔"

وہ پلٹ آیا۔تاجر کی آواز اب پہلے سے زیادہ سنجیدہ تھی۔

"ایک بات یاد رکھنا۔۔کام کرنے کے لیے صرف ہاتھ کافی نہیں ہوتے۔"

حازم خاموشی سے دیکھتا رہا۔تاجر نے آہستہ سے کہا،

"اپنا ضمیر مار کر آنا۔"

حازم کے چہرے پر الجھن ابھری۔تاجر نے بے تکلفی سے کہا،

"اگر ضمیر زندہ رہا۔۔تو بھوکے مروگے۔"

حازم چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔پھر مٹھی میں بند سکوں کو دیکھا۔وہ مڑااور گھر کی طرف چل پڑا۔

اس کے قدموں میں اب بھی کمزوری تھی۔۔مگر آج پہلی بار اس کے ہاتھ میں دوا خریدنے کے لیے پیسے تھے۔

اوراس کے کانوں میں۔۔ایک جملہ بار بار گونج رہا تھا۔

"اپنا ضمیر مار کر آنا۔۔"

حازم کو کیا معلوم تھا کہ بھوک صرف پیٹ نہیں کاٹتی۔۔

کبھی کبھی یہ انسان کو اس مقام تک بھی لے آتی ہے،جہاں اسے اپنے رب سے شکوہ،اپنے ایمان سے سوال،اور صحیح وغلط کے درمیان فرق بھی دھندلا محسوس ہونے لگتا ہے۔

ادھر۔۔۔تیمور تیز قدموں سے واپس لوٹا۔اس کے چہرے پر پہلی بار حیرت نمایاں تھی۔وہ سلطان محمد بازید بن سلیمان کے قریب آکر رکا۔

"میرے سلطان۔۔وہ لڑکی"

"وہ آیت الکرسی پڑھ رہی تھی۔"تیمور ایک لمحہ رکا۔شاید خود بھی یقین نہیں کر پا رہا تھا۔

"وہ صرف الفاظ نہیں دہرا رہی تھی۔۔پورا یقین تھا اس کی آواز میں۔۔"

"وہ مسلمان ہے،میرے سلطان۔"

"تو پھر۔۔۔"بہرام نے دھیرے سے کہا،

"وہ ہماری دشمن کیسے ہو سکتی ہے؟"

"مسلمان ہونا۔۔بے گناہ ہونے کی دلیل نہیں۔۔"ارسلان نے فوراً جواب دیا،

"جاسوس بھی تو مسلمان ہو سکتے ہیں۔"

"ہو سکتے ہیں۔۔۔"یونس نے نفی میں سر ہلایا۔

"مگر میں نے اس کی آنکھوں میں مکر نہیں دیکھا۔۔ صرف خوف دیکھا ہے۔"

بوڑھا مالی پھر بول اٹھا،

"خوف میں انسان اپنی اصل بھول جاتا ہے، لیکن جس کی زبان پر اس وقت بھی اللہ کا کلام ہو اس کے دل میں ابھی ایمان زندہ ہوتا ہے۔"

سب خاموش ہو گئے۔ ہر شخص اپنے اپنے خیال میں ڈوب گیا۔اور ان سب کے درمیان۔۔۔ سلطان حسبِ معمول خاموش کھڑے تھے۔

ان کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔ نہ حیرت۔۔نہ نرمی۔۔نہ سختی۔

صرف ایک لمحے کے لیے۔۔ان کی نگاہ دور نہر کے کنارے جا ٹھہری۔۔

جہاں آئرین گھٹنوں کے بل بیٹھی۔۔اب بھی سانس بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

چند لمحے پہلے اگر یہی لڑکی صرف ایک مشکوک اجنبی تھی تو اب وہ ایک ایسی اجنبی تھی۔۔ جس کی حقیقت جاننا سلطان کے لیے پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہو چکا تھا۔ تیمور نے دھیرے سے کہا،

"میرے سلطان۔۔اس کی حالت بگڑ رہی ہے"سلطان کی نگاہ ایک لمحے کے لیے آئرین پر ٹھہری۔

پھر۔۔۔ بوڑھے مالی کی طرف۔ بس ایک مختصر سا اشارہ۔ مالی فوراً سمجھ گیا۔

اس نے قریب رکھی ہوئی پانی کی مشک اٹھائی۔اور آہستہ آہستہ آئرین کی طرف چل پڑا۔ باقی سب وہیں کھڑے رہے۔

کسی نے اس کا پیچھا نہ کیا۔ آئرین نے قدموں کی آہٹ سنی۔اس نے فوراً سر اٹھایا۔

بوڑھا مالی۔۔دونوں ہاتھوں سے مشک تھامے۔۔ بہت آہستہ آہستہ اس کی طرف آ رہا تھا۔

اس کی چال میں نہ جلدی تھی۔۔نہ کوئی خوف پیدا کرنے والی سختی۔

وہ چند قدم دور رکا۔ پھر اس نے جان بوجھ کر مشک زمین پر رکھ دی۔ دونوں ہاتھ آہستہ سے اوپر اٹھائے۔

جیسے خاموش زبان میں کہہ رہا ہو۔۔دیکھو۔۔ میرے ہاتھ خالی ہیں۔۔

آئرین کی نظریں اس کے ہاتھوں پر جم گئیں۔ کوئی ہتھیار نہیں۔ کوئی تلوار نہیں۔ کوئی دھمکی نہیں۔

صرف ایک بوڑھا آدمی۔۔ جس کی آنکھوں میں عجیب سی نرمی تھی۔

مالی نے پانی کا پیالہ بھرا۔ پھر خود ایک گھونٹ پیا۔ تاکہ اسے یقین دلائے۔۔ پانی میں کچھ نہیں۔

اس کے بعد پیالہ آہستہ سے آئرین کی طرف بڑھا دیا۔ آئرین نے فوراً ہاتھ نہیں بڑھایا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

پھر۔۔ پانی کو۔ پھر دوبارہ اس بوڑھے آدمی کو۔ مالی نے پیالہ وہیں گھاس پر رکھ دیا۔ اور خود ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

اب فیصلہ۔۔ صرف آئرین کا تھا۔

آخر کار۔۔ اس نے کانپتے ہاتھ سے پیالہ اٹھایا۔ ہونٹوں تک لائی۔ پہلا گھونٹ۔ ٹھنڈا پانی حلق سے نیچے اترا۔۔ تو یوں لگا جیسے جلتے ہوئے صحرا پر پہلی بار بارش برسی ہو۔ پھر وہ جلدی جلدی پینے لگی۔ مالی نے نرمی سے ہاتھ بڑھایا۔ پیالے کے نیچے سے ہلکا سا سہارا دیا۔ اور دھیمے لہجے میں بولا،

"آہستہ۔۔۔"

آئرین ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکی۔ پانی ختم ہوا۔۔ تو مالی نے دوبارہ مشک سے پیالہ بھر دیا۔ اس بار آئرین نے انکار نہیں کیا۔ وہ خاموشی سے پانی پیتی رہی۔ مالی نے اپنی کمر سے بندھا ہوا ایک صاف کپڑا نکالا۔ پانی سے تر کیا۔ پھر رک گیا۔

پھر وہ کپڑا آہستہ سے آئرین کی طرف بڑھا دیا۔ آئرین پہلے چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔ پھر کپڑے کی طرف۔۔ پھر مالی بابا کی طرف۔

بوڑھے مالی نے بس اتنا کیا۔۔ کہ ہلکے سے سر کے اشارے سے سمجھایا،

آئرین نے دھیرے سے کپڑا اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ اس کے ہاتھ ابھی بھی کانپ رہے تھے۔ اس نے ٹھنڈا گیلا کپڑا اپنے زرد پڑتے چہرے پر رکھا آہستہ آہستہ اپنا ماتھا صاف کیا۔۔ پھر آنکھوں کے کناروں پر جمع پانی۔۔ اور ہونٹوں کے گرد خشک ہوتے نشانات بھی۔

چہرہ صاف کرنے کے بعد۔۔۔ اس نے کپڑا دونوں ہاتھوں سے تہہ کیا۔ اور خاموشی سے واپس مالی بابا کی طرف بڑھا دیا۔

مالی بابا نے بے اختیار اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا۔

آئرین چونک تو گئی۔۔ مگر اس بار پیچھے نہیں ہٹی۔

وہ صرف حیرت سے اس بوڑھے آدمی کو دیکھتی رہی۔

وہ اس کی زبان نہیں سمجھتی تھی لیکن، شفقت کی زبان ترجمے کی محتاج نہیں ہوتی۔

اس نے بے اختیار دور کھڑے باقی آدمیوں کی طرف دیکھا۔ وہ سب اب بھی وہیں کھڑے تھے۔ کسی نے اس کی طرف بڑھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ کسی نے زبردستی نہیں کی تھی۔ کسی نے اسے چھونے کی کوشش نہیں کی تھی۔

یہ بات۔۔۔ اس کے دل کے خوف میں پہلی بار ایک باریک سی دراڑ ڈال گئی۔

مالی بابا نے ایک بار پھر محبت سے آئرین کے سر پر ہلکا سا ہاتھ پھیرا۔ پھر اپنی چھڑی سنبھالتے ہوئے آہستہ آہستہ پلٹ گئے۔ انہوں نے ایک بار بھی مڑ کر نہیں دیکھا۔

جیسے اب فیصلہ۔۔۔ صرف اس لڑکی کو خود کرنا تھا۔ آئرین چند لمحے خاموش بیٹھی رہی۔ پھر اس نے آہستگی سے اپنا دوپٹہ درست کیا۔

پھر موبائل فون اٹھایا۔ اسکرین ایک بار پھر روشن ہوئی۔

نہ کوئی سگنل۔۔ نہ کوئی نیٹ ورک۔۔

نہ کوئی دنیا۔۔ جسے وہ جانتی تھی۔

اس نے خاموشی سے فون بند کیا۔ اور اپنی گود میں رکھ لیا۔

دوسری طرف۔۔۔ بہرام نے آہستہ سے سلطان کی طرف دیکھا۔

"میرے سلطان اگر اجازت ہو۔۔ تو جڑی بوٹیاں سپہ سالار اپنے کندھے پر اٹھالیں۔"

"اور ریڑھی۔۔ اس لڑکی کے لیے خالی کر دی جائے؟"

سلطان کی نگاہ چند لمحے نہر کے کنارے بیٹھی آئرین پر رہی۔ پھر انہوں نے اثبات میں بہت ہلکا سا سر ہلا دیا۔ سپہ سالار نے فوراً ریڑھی سے بوریوں کے گٹھے اتارے۔ ایک ایک کر کے اپنے چوڑے کندھوں پر رکھ لیے۔ ریڑھی اب خالی تھی۔۔ بہرام نے پھر سلطان کی طرف دیکھا۔ جیسے اگلے حکم کا منتظر ہو۔ سلطان چند لمحے خاموش رہے۔ پھر مختصر الفاظ میں بولے،

"اسے یقین دلاؤ۔۔ ہم اسے خواتین کے پاس لے جا رہے ہیں۔"

بہرام نے فوراً تعمیل میں سر جھکا دیا۔ مگر اگلے ہی لمحے۔۔ اس کی پیشانی پر شکن پڑ گئی۔ وہ تیمور کی طرف مڑا۔

"اب یہ یقین۔۔ دلاؤں کیسے؟"

"وہ ہماری زبان نہیں سمجھتی۔" تیمور نے بے زاری سے کندھے اچکا دیے۔

"اشاروں سے سمجھا دو۔" یونس نے سنجیدگی سے کہا،

بہرام نے ایک لمحہ سوچا۔ پھر اچانک۔۔ اس کی نظریں یونس کے سر پر بندھے عمامے پر جا ٹھہریں۔ یونس نے خطرہ بھانپ لیا۔

"خبردار۔۔۔"

مگر دیر ہو چکی تھی۔ بہرام نے ہنسے بغیر ہی جھٹکے سے اس کا عمامہ کھینچ لیا۔

بہرام نے یونس کے سر سے اتارا ہوا عمامہ اپنے کندھوں پر اس طرح اوڑھا جیسے کوئی خاتون چادر اوڑھتی ہو۔

پھر اس نے ایک گہرا سانس لیا۔ اور پوری سنجیدگی کے ساتھ۔۔ آئرین کی طرف بڑھا۔ آئرین فوراً چونک گئی۔

وہ بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹی۔ بہرام نے فوراً دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔ پھر اس نے اپنے سر پر لپٹی ہوئی چادر کی طرف اشارہ کیا۔

اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔اور نہایت نرم قدموں سے دو تین قدم چل کر دکھائے۔

پھر ہاتھ کے اشارے سے دور محل کی سمت اشارہ کیا۔

اور اپنے دونوں ہاتھ اس طرح جوڑ لیے۔۔ جیسے کسی خاتون کے سامنے ادب سے کھڑا ہو۔

آئرین نے پلکیں جھپکیں۔کچھ بھی سمجھ نہ آیا۔ بہرام نے ماتھا کھجالیا۔

بہرام نے گہرا سانس لیا۔ پھر ایک بار پھر کوشش کی۔

اس نے چادر کو ذرا سا اور درست کیا۔اور اس بار ضرورت سے زیادہ احتیاط سے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے چلنے لگا۔

ہر قدم کے بعد وہ چادر کو دونوں ہاتھوں سے سنبھالتا، پھر نہایت وقار سے آگے بڑھتا۔۔۔ پھر رک جاتا۔۔ پھر دوبارہ چلتا۔

یوں لگ رہا تھا جیسے اپنی زندگی کا سب سے اہم کردار ادا کر رہا ہو۔

مالی بابا نے کھانسی کے بہانے اپنی ہنسی چھپائی۔ بہرام پوری محنت سے اداکاری میں مصروف تھا۔

آخر کار، وہ آئرین کے بالکل سامنے آکر زمین پر بیٹھ گیا۔ چادر کو اپنے گرد اچھی طرح لپیٹا۔ پھر نہایت شائستگی سے دونوں ہاتھ اپنی گود میں رکھ لیے۔اور معصوم سی شکل بنا کر آئرین کی طرف دیکھنے لگا۔ آئرین چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔

پھر۔۔اس کے ہونٹ ہلے۔ وہ اپنی ہنسی روک نہ سکی۔

"Oh..."

"Women..."

بہرام ایک لفظ بھی نہ سمجھا۔ لیکن۔۔ ہنسی سمجھ گیا۔اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

اس نے فوراً ریڑھی کی طرف اشارہ کیا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے کنارے پر تھپکی دی۔

جیسے کہہ رہا ہو۔۔ یہاں بیٹھو

آئرین ابھی بھی الجھن میں تھی۔اس نے ریڑھی کی طرف دیکھا۔ پھر اپنا موبائل اٹھایا۔ خاموشی سے جا کر اسے ریڑھی میں رکھ دیا۔اس کے بعد اپنی دونوں ہیلز بھی بڑی احتیاط سے ساتھ رکھ دیں۔ بہرام نے چند لمحے اسے دیکھا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

"یااللہ۔۔۔"

تیمور اور یونس بے اختیار ہنس پڑے۔ یہاں تک کہ ارسلان کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آگئی۔مالی بابا داڑھی میں مسکراتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔

صرف ایک شخص تھا۔۔جو نہیں ہنسا۔ سلطان محمد بازید بن سلیمان۔

ان کے چہرے پر حسبِ معمول سنجیدگی قائم تھی۔

البتہ۔۔۔ان کی آنکھوں میں پہلی بار ایک ہلکا سا اطمینان ضرور اترا۔

بہرام نے ایک لمبی سانس لی۔ پھر خود ریڑھی میں بیٹھ گیا۔ دونوں ہاتھ گود میں رکھے۔اور نہایت آرام سے بیٹھ کر آئرین کو دیکھا۔

پھر اپنے برابر والی جگہ پر ہاتھ مارا۔ جیسے کہہ رہا ہو۔۔۔

"بس۔۔ایسے۔"

آئرین کافی دیر تک خاموش کھڑی رہی۔اس کی نظریں کبھی ریڑھی پر جاتیں۔۔ کبھی ان اجنبی لوگوں پر۔

دل اب بھی ڈر رہا تھا۔ مگر عقل ایک ہی بات کہہ رہی تھی۔ اگر انہیں نقصان پہنچانا ہوتا۔۔تو وہ کب کا پہنچا چکے ہوتے۔

اس نے ایک گہرا سانس لیا۔اپنا دوپٹہ اچھی طرح اپنے گرد سمیٹا۔ پھر آہستہ آہستہ سمٹ کر۔۔ ریڑھی میں بیٹھ گئی۔

ایک لمحے کو۔۔۔یوں لگا جیسے سب نے ایک ساتھ سکون کا سانس لیا ہو۔

بہرام نے فاتحانہ انداز میں تیمور کی طرف دیکھا۔ تیمور نے بے اختیار سر ہلا دیا۔

مالی بابا آگے بڑھے۔انہوں نے شفقت سے آئرین کے سر پر ایک ہلکی سی دعا بھری نظر ڈالی۔اور مسکرا کر بولے،

"اللہ حافظ۔۔بیٹی۔"

آئرین نے بھی بے اختیار ہلکا سا ہاتھ ہلا دیا۔

آئرین کا دل ابھی بھی ڈر رہا تھا۔

لیکن۔۔۔خوف کے ساتھ ایک نئی چیز بھی پیدا ہوئی تھی۔

اعتماد نہیں۔۔ مگر۔۔۔اعتماد کی پہلی سیڑھی۔